مشاہدات۔609

ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ

وقت 5-7منٹ

حضرت سیّدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ المعروف اُمّ داؤد

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ (التوبہ:100)

کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اُس نے اُن کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اُن میں رہنے والے ہیں۔ یہ بہت عظیم کامیابی ہے۔

خدایا! اِس بنی پر اور بنے پر فضل کر اپنا
اور ان کے دل میں پیدا کر دے جوش دیں کی خدمت کا
کلامِ پاک کی الفت ان کے دل میں گھر کر دے
نبیؐ سے ہو محبت اور تعشّق ان کو ہو تجھ سے

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”**حضرت سیّدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ** اہلیہ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ المعروف اُم داؤد“

حضرت سیّدہ صالحہ بیگم صاحبہؓ 12، جنوری 1897ء کو دارالمسیح قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ موجد ”قاعدہ یسرنا القرآن“ کی بیٹی، بزرگ صوفی حضرت احمد جان صاحب لدھیانویؓ کی پوتی اور حضرت امّاں جانؓ کے بھائی حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی اہلیہ تھیں۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ پایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے خود اِن کو تعلیم دی تھی۔ حضرت پیر صاحبؓ اپنی اس بیٹی کو قاعدہ پڑھاتے جاتے تھے اور مشہورِ زمانہ قاعدہ تصنیف کرتے جاتے تھے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بھی انہی ایّام میں حضرت پیر صاحبؓ سے پڑھا کرتی تھیں اور پھر حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے اپنی زندگی میں جس طرح ان کی تربیت اور تعلیم کا انتظام فرمایا اُس سے تو یہ جوہرِ قابل اور بھی چمک اٹھا۔ ازدواجی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آپؓ حصول علم کے پاکیزہ نصب العین کے لیے جان و دل سے کوشاں رہیں۔ فارسی آپؓ کے والدین کی زبان تھی جو گھر میں بولی جاتی تھی۔ 1928ء میں عربی زبان سیکھنے کے لیے اور احمدی عورتوں میں تعلیمی ترقی کے شوق کو بڑھانے کے لیے آپؓ نے معمولی محنت کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے ”مولوی فاضل“ کا امتحان دیا تو آپ یونیورسٹی بھر میں اوّل رہیں۔

(روزنامہ المصلح 10 ستمبر 1953ء)

سامعین! آپؓ کا نکاح چھوٹی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ کے الہام ہی کے ماتحت حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ سے ہوا تھا۔

اس رؤیا کا ذکر تذکرہ صفحہ 538 میں کچھ اس طرح ہے کہ

”روز دوشنبہ عید الضحیٰ حضرت اقدس نے رؤیا دیکھا کہ میاں محمد اسحاق پسر حضرت میر ناصر نواب صاحب اور صالحہ بی بی بنت صاحبزادہ منظور محمد کے باہمی تعلق نکاح کی تیاری ہو رہی ہے۔“

(بحوالہ بدر جلد 2 صفحہ 5)

اِسی رؤیا کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے مسجدِ اقصیٰ میں اس نکاح کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ یہ جوڑا جس کا انتخاب خدا تعالیٰ نے کیا ایک بہترین جوڑا ثابت ہوا۔

1911ء میں آپؓ کی شادی کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نظم بھی تحریر فرمائی۔

میاں اسحٰق کی شادی ہوئی ہے آج اے لوگو!
ہر اک منہ سے یہی آواز آتی ہے مبارک ہو
دعا کرتا ہوں مَیں بھی ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ سے
کہ اپنی خاص رحمت سے وہ اس شادی میں برکت دے
خدایا! اِس بنی پر اور بنے پر فضل کر اپنا
اور ان کے دل میں پیدا کر دے جوش دیں کی خدمت کا
کلامِ پاک کی الفت ان کے دل میں گھر کر دے
نبیؐ سے ہو محبت اور تعشُّق ان کو ہو تجھ سے
بہت بھایا ہے اے محمود! یہ مصرعہ میرے دل کو
مبارک ہو یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چار بیٹیوں اور تین بیٹوں سے نوازا۔ جن میں بڑی محترمہ سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ، محترمہ سیّدہ سیدہ بیگم صاحبہ، محترمہ سیّدہ بشریٰ بیگم صاحبہ، محترمہ سیّدہ آنسہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادوں میں محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب، محترم سیّد میر مسعود احمد صاحب اور محترم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر (اطال اللہ عمرہ وفیضہ) شامل ہیں۔

آپؓ کے تینوں بیٹوں کو زندگی وقف کرنے کی توفیق ملی۔ اپنے بیٹے محترم سید میر داؤد احمد صاحب کی پیدائش کے بعد عُرفِ عام میں چھوٹی ممانی جان یا اُمِّ داؤد کے نام سے پہچانی جاتی تھیں۔ صحابیہ اور موصیہ ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشوف اور رؤیا کی نعمتوں سے بھی نواز تھا۔

سامعین! حضرت سیّدہ صالحہ صاحبہؓ کو حدیث و قرآن سیکھنے اور سکھانے کا عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ آپؓ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپؓ قرآن مجید، احادیث اور دینیات کے علم کے لحاظ سے بھی نہایت بلند پایہ مقام رکھتی تھیں۔ جماعت کے کئی علماء نازک دینی مسائل کو سمجھنے کے لیے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپؓ کے علم سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ جس طرح مردوں میں آپؓ کے خاوندِ محترم حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کو اپنے علم وفضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا اسی طرح آپؓ کو بھی احمدی مستورات کو دینی مسائل سمجھنے سمجھانے کے لحاظ سے ایک یگانہ حیثیت حاصل تھی۔ 1924ء کی مجلس شوریٰ کی رپورٹ کے مطابق آپؓ کے پاس 10 لڑکیاں اور عورتیں عربی، فارسی، صَرف و نحو، قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر اور دیگر کئی مضامین پڑھ رہی تھیں۔ قرآن کریم کو خود سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کا بے حد شوق تھا۔ آپؓ کے قرآن مجید کے نسخے میں سادہ صفحات تھے جن پر نوٹس لکھتی رہتیں۔ رمضان میں مسجد اقصیٰ میں قرآنِ کریم کا درس باقاعدہ بڑی توجہ سے سنتیں اور نوٹس لیتی رہتیں۔ آپ دونوں میاں بیوی کی علمی کاوشوں کا گہرا اثر آپؓ کی تمام اولاد بالخصوص لڑکوں میں نمایاں طور پر نظر آیا اور آپؓ کے تینوں صاحبزادوں نے علمی میدان میں جماعت میں اپنا لوہا منوایا۔

1914ء کے جلسہ سالانہ میں خواتین نے پہلی بار تقاریر کیں۔ حضرت اُمِّ داؤد صاحبہؓ نے بھی اپنا مضمون سنایا۔ تقاریر کے علاوہ مضامین لکھنے اور عورتوں کی تدریس کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھیں۔ 1922ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی تو پہلی چودہ ممبرات میں ساتویں نمبر پر آپؓ کا نام ہے۔ پھر تاحیات لجنہ کی سرگرم اور فعّال عہدیدار رہیں۔ سالہاسال عورتوں کی منتظم جلسہ سالانہ کے طور پر ہزاروں عورتوں کے قیام وطعام کا انتظام آپؓ کے سپرد ہوتا۔ یہ خدمت تاوفات سرانجام دی۔ جماعت کے سینکڑوں نادار بچوں کے ساتھ ماؤں سے بڑھ کر سلوک کرتیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد رتن باغ لاہور میں عورتوں سے تعلق رکھنے والے اکثر ہنگامی کام آپ کے سپرد ہوتے تھے اور آپ ان کاموں کو بڑی محنت، جانفشانی اور احسن طریق سے انجام دیتیں۔ آپؓ میں کارکنوں سے بہتر سے بہتر رنگ میں کام لینے کی صلاحیت موجود تھی۔ باوجود صحت کی خرابی کے کام کے وقت محنت، انہماک، استقلال اور حسنِ انتظام کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرتیں اور ہر کام میں سبقت لے جاتی تھیں۔ پھٹے، پرانے میلے کمبلوں اور کپڑوں کو قومی ضرورت کی خاطر خود اپنے ہاتھ سے ان میں پیوند لگاتیں اور جب تک ہر کام مکمل نہ ہو جاتا آرام کی نیند نہ سوتیں۔ آپ

چاہتی تھیں کہ خواتین میں قرونِ اولیٰ کی صحابیات کا سا رنگ پیدا ہو۔ غرباء، بیوگان اور یتامیٰ کی دلجوئی اور حاجت روائی کرنا اپنے عزیز شوہر کی طرح آپ کو بھی بہت محبوب تھا۔ لجنہ اماء اللہ کے اجلاسات میں خواتین کو تاکید فرماتیں کہ ہر وقت غرباء کی فہرست اپنے پاس رکھا کرو تاکہ اگر کسی غریب کو ضرورت ہو تو فوری طور پر اُس کی مدد کی جائے۔

سامعین کرام! فروری 1946ء کا الیکشن مسلمانوں کے لیے بہت اہم تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خواہش تھی کہ

”قادیان اور قرب وجوار کے دیہات میں کوئی بالغ عورت ایسی نہ ہو جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو اور ووٹ دینے سے محروم رہ جائے۔“

اس کام کی نگران آپؓ مقرر ہوئیں۔ آپؓ نے بڑی محنت سے انتہائی کوشش کر کے اس کام کو انجام دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہر عورت کو لکھنا پڑھنا، سوتک گنتی لکھنا اور اپنے دستخط کرنا سکھا دیا گیا۔ 8؍ فروری 1946ء کے خطبہ جمعہ میں حضورؓ نے اس کام پر اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا:

”مردوں کے مقابلے میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آ جائے۔ اگر مردوں میں بھی وہی دیوانگی اور وہی جنون پیدا ہو جائے جس کا عورتوں نے اس موقع پر مظاہرہ کیا ہے تو ہماری فتح کا دن بہت ہی قریب آ جائے۔“

پارٹیشن کے بعد جماعتِ احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ جب ربوہ میں منعقد ہوا۔ اس وقت تک ابھی ربوہ میں عام رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی رہائش کا انتظام کرنا ایک کٹھن اور مشکل کام تھا۔ اس کام کا انچارج آپؓ کو بنایا گیا۔ اس کام کے علاوہ جلسہ سالانہ سے صرف دو دن قبل حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ رتن باغ میں رہنے والی تمام مستورات جن میں بعض کارکنان اور درویشوں کی بیویاں، بچے، اور بیوگان بھی شامل تھیں مستقل رہائش کے لیے ربوہ چلی جائیں۔ فوری طور پر ان مستورات کو انتظام کے ماتحت لے جانا اور ان کے قیام کا انتظام کرنا ایک مشکل کام تھا۔ ان مستورات کا قافلہ چالیس خاندانوں پر مشتمل تھا جس کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب تھی۔ آپؓ اس قافلہ کو لے کر لاہور سے ربوہ تشریف لائیں۔ رات کو گاڑی جب ربوہ پہنچی تو حضرت مصلح موعودؓ خود اسٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ حضورؓ نے ہر عورت کا سامان جائے قیام تک پہنچانے کا انتظام خدام کے ذریعے کیا ہوا تھا۔ آپ اُس وقت تک اسٹیشن پر موجود رہیں جب تک تمام خواتین کو بھیج نہیں دیا گیا۔ جلسہ سالانہ کی قیام گاہ میں باوجود گرمی کی شدت کے سارا دن کام کرتیں۔ ہر مہمان عورت تک خود جا کر پوچھتیں کہ انہیں کسی چیز کی کمی تو نہیں۔ مردوں کو ساتھ لے کر ہر نقص دور کرواتیں۔ کہیں روشنی کے لیے گیس کے لیمپ لگوا رہی ہیں، کہیں پانی کا انتظام کروا رہی ہوتیں اور کبھی دیگوں اور روٹیوں کا جائزہ لے رہی ہوتیں۔ جب تک صحیح طریق سے سارا کام ختم نہ ہو جاتا اور ہر کارکن اپنی رپورٹ سنا کر اگلے دن کی ہدایات نہ لے لیتی آپ آرام نہیں فرماتی تھیں۔ آپ کے ہر کام میں ایک باقاعدگی اور سلیقہ نظر آتا تھا۔ آپ آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھتیں خواہ گھر کا خرچ ہو یا چندہ کا حساب ہو۔ اپنے تمام کام ایک نوٹ بک میں نوٹ کرتی تھیں۔ لیکن جیسا کہ آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں ایک واقعہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب مَیں شادی ہو کر آئی تو مَیں نے سوچا کہ اپنے سب کاموں کے لیے ایک ٹائم ٹیبل بنا لیتی ہوں تاکہ ہر کام وقت مقررہ پر کروں۔ چنانچہ مَیں نے چارٹ بنا کر اپنے کمرہ میں لٹکا دیا۔ ایک دن ایک غریب خاتون آئی اور کہنے لگی۔ بی بی! میرے کپڑے سی دو۔ مَیں نے اس سے کہا کہ اچھا مَیں ابھی تمہیں بتاتی ہوں۔ مَیں نے کمرے میں جا کر اپنا چارٹ دیکھا تو اس میں کوئی وقت خالی نہ تھا۔ مَیں نے اس کو آکر کہا کہ میرے پاس کوئی وقت خالی نہیں مَیں تمہارے کپڑے نہیں سی سکتی۔ وہ بے چاری چلی گئی۔ بعد میں مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ مَیں نے اچھا نہیں کیا۔ غریب عورت تھی مجھے اس کے کپڑے سی دینے چاہیے تھے۔ مَیں نے جا کر وہ ٹائم ٹیبل پھاڑ دیا اور سوچا جب مَیں اس کے مطابق ایک نیکی کا کام بھی نہ کر سکوں تو مجھے کیا فائدہ؟۔ پھر اس کو بلوا کر اس کے کپڑے سی دیے۔

سامعین! 31؍ مئی 1950ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے دفتر لجنہ اماء اللہ ربوہ کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا تو حضرت امّ المومنینؓ اور حضرت اُمّ ناصرؓ صدر لجنہ اماء اللہ کے بعد حضرت سیدہ اُمّ داؤدؓ نائب صدر نے اینٹیں رکھیں۔ حضرت سیّدہ امۃ الحی صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یادگار ”امۃ الحی لائبریری“ قائم کرنے کی تجویز بھی آپؓ کی ہی تھی۔ 1951ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر گرد و نواح کے علاقہ جات میں تبلیغی وفود بھیجنے کا پروگرام بنایا گیا۔ سیدہ اُمّ داؤد صاحبہؓ نے باوجود پیرانہ سالی اور کمزوریٔ صحت کے کئی وفود کی قیادت کی۔ مارچ 1952ء میں ایک وفد حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ کی سرکردگی میں محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ سے ملا اور اُن کی خدمت میں انگریزی ترجمہ قرآن پیش کیا گیا۔ اس وفد میں سیدہ اُمّ داؤد صاحبہؓ بھی شامل تھیں۔

منصب خلافت کے احترام و اطاعت کا لافانی جذبہ آپؓ کے دل میں موجزن تھا۔ حضرت اُمّ المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ بیماری اور ضعیفی میں آپؓ نے حضرت امّاں جانؓ کی بہت خدمت کی اور اس بات کو اپنے لیے باعثِ افتخار جانا۔

سامعین! آپؓ کو عرصہ دس بارہ سال سے سنگرینی یعنی گلے کی نالی کے بند ہو جانے کی شکایت تھی لیکن صحیح طور اس کی تشخیص نہیں ہو سکی تھی اور وفات سے ایک سال قبل آپ کی یہ تکلیف کافی بڑھ گئی تھی۔ علاج کی غرض سے کچھ عرصہ سے آپ لاہور میں مقیم تھیں جہاں 8 ستمبر 1953ء کی صبح آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملیں اور ربوہ بہشتی مقبرہ کے احاطہ خاص میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ آپؓ نے اپنی خرابیِ طبیعت کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیا اور آخری وقت تک اپنی قوت ارادی کے ساتھ جس انہماک اور جس جانفشانی کا مظاہرہ کرتیں رہیں۔ دیکھنے والی ہر آنکھ آپؓ کی بلند ہمتی اور جماعت کے ساتھ محبت و خلوص پر حیران رہ جاتی۔

اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡